

کر لینا آسان ہے۔ جب قربانیوں کا موقع آیا، قرونوں اور پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ واقعی خون کے دریا بہ گئے، پھر آزادی کی منزل میں قدم پہنچ سکے۔ شعر میں یہ منظر نہایت خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ دو چار دس بیس قربانیوں سے یہاں کام نہیں چل سکتا۔ اس منزل کو آسان نہ سمجھو۔ یہاں واقعی بے دریغ قربانیاں کرنی پڑیں گی۔

۶۔ شرح : میں وہ وحشی اور مجنوں ہوں کہ جب میرے پاؤں کی زنجیر بننے کا چرچا ہوا تو جو ہر اس طرح حرکت میں آگئے کہ فولاد کان کے اندر بیتاب و بے قرار ہو گیا۔ یعنی فولاد بھی ایسے وحشی کی زنجیر بن جانے کا انتہائی خواہاں تھا۔

شعر میں گرفتاری اور قید و بند کے ذوق کا جو جذبہ پیش کیا گیا ہے، وہ واقعی اعلیٰ مقاصد کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے تعلق میں قابلِ تقلید ہے۔

۷۔ شرح : اگر میرے کھیت پر بادل سوار بھی آئے تو اس کا صرف یہی پہلو نہیں کہ کھیت پر بارش ہوگی اور اس سے فصل پک جانے میں مدد ملے گی۔ ایک پہلو یہ بھی تو ہے کہ ابر کی آمد مصیبت کا سامان بھی بن سکتی ہے، یعنی ابر کے پردے میں بجلی آئی اور تلاش کر رہی ہے کہ کب موقع پائے اور کھیت کا حاصل جلا کر رکھ کر دے۔

میرزا نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں دو پہلو موجود ہیں، ایک منفعت کا ہے، دوسرا نقصان کا۔ انسان کو صرف ایک ہی پہلو پر نظر نہ رکھنی چاہیے۔ لوگ ایسے اشعار کی بنا پر میرزا کو قنوطیت کا شاعر قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہاں رجائیت و قنوطیت کا کوئی سوال نہیں۔ بصیرت کا تقاضا یہی ہے کہ دونوں پہلو پیش نظر رکھے جائیں۔ گویا یہ اظہارِ قنوطیت نہیں، بلکہ دعوتِ بصیرت ہے۔